انسان کامل کا خلق عظیم

مولانا عبدالنعیم

حضور اقدس ﷺ نبوت ورسالت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ السلام اہل مکہ میں صادق اور امین کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ والدہ محترمہ کی رحلت کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ وہ اپنے یتیم پوتے سے بے حد محبت کرتے تھے، جب تک وہ نہ آتا قبیلہ بنو ہاشم کے شیخ اپنے لیے کھانے کا دسترخوان بچھانے کی اجازت نہ دیتے۔ روایت ہے کہ عبدالمطلب جو قریش کے رئیس اعظم تھے کعبے کی دیوار کے سائے میں مسند لگا کر بیٹھتے تھے، مسند کے اردگرد فرش بچھا دیا جاتا تھا اور عبدالمطلب کے بیٹے باپ کی مسند کے قریب زمین پر بیٹھا کرتے اور بزرگ خاندان کے احترام کے پیش نظر مسند کے فرش پر قدم رکھنا سوءِ ادب خیال کرتے، لیکن چھ سال کا پوتا دادا کے پاس جا کر مسند پر جا بیٹھتا اور عبدالمطلب اس کی پیٹھ پر اپنا دست شفقت پھیرتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اگر کوئی چچا تقاضائے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس دریتیم کو فرشِ مسند سے اتارنے کی خاطر اپنے پاس بلاتا تو عبدالمطلب فرماتے "نہیں میرے بیٹے کو میرے پاس ہی بیٹھنے دو، خدا کی قسم اس کی شان بہت بلند ہے"۔ آپ علیہ السلام غیر معمولی طور پر خوش اخلاق واطوار کے مالک تھے اور یہی وجہ تھی کہ خاندان کے سبھی افراد آپ کو غیر معمولی محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور خاندان کی قابل فخر متاع تصور کرتے تھے۔ بیس برس کی عمر میں آپ مظلوموں کی دادرسی کے اس معاہدے میں شامل ہوئے جو 'حلف الفضول' کے نام سے موسوم ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عمر تک پہنچتے وقت آپ مکہ کی سوسائٹی میں اخلاق حسنہ اور حس انصاف رکھنے والے اصحاب میں شمار کیے جاتے تھے۔ پچیس برس کی عمر تک پہنچتے وقت آپ علیہ السلام کے حسن اخلاق اور حسن معاملات کے چرچے مکہ بھر میں بلند ہونے لگے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ انہی اوصاف سے متاثر ہو کر آپ کے عقد زوجیت میں آئیں۔ پینتیس برس کی عمر میں آپ نے حجر اسود کو اس کی موجودہ جگہ پر نصب کرنے کی سعادت حاصل کی اور قبائل قریش کو خوفناک خانہ جنگی میں مبتلا ہونے

سے بچایا۔ یہ واقعہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے آپ علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں میں بہت معزز ومحترم تھے۔

حسن ملاقات:......رسول اللہ ﷺ ہر ملنے والے کو خندہ پیشانی کے ساتھ سلام کہتے اور اس میں سبقت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو بھی تاکید فرماتے کہ ایک دوسرے سے ملوتو سلام کہو اور مصافحہ کرو تا کہ باہمی محبت واخلاص بڑھے۔ ترمذی اور ابوداؤد شریف میں حدیث موجود ہے حضرت ابوامامہؓ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ شخص افضل ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے''۔ بیہقی میں حضرت واثلہ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا، آپ اسے جگہ دینے کے لیے ایک طرف سرک گئے۔ اس شخص نے کہا ''یارسول اللہ'' آپ نے کیوں تکلیف فرمائی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب اس کا بھائی ملاقات کے لیے آئے تو اسے جگہ دینے کے لیے خود سرک جائے۔

حسن خلق:......حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے دس برس رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور اسی دوران آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ آپ ﷺ تمام لوگوں میں بہترین خلق کے مالک تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت علیؓ اپنے بیٹے حسینؓ کو بتا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ رسولِ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ میں ہی مکرم ہوں۔ آپ ﷺ ہر ایک کی بات بڑے تحمل سے سنتے، ہر شخص کی حاجت براری کرتے۔ آپ کی کشادہ روئی اور خوش خلقی نے لوگوں کا احاطہ کرلیا تھا اور آپ سب لوگوں کے باپ بن گئے تھے اور سب لوگ آپ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ (کتاب الشفا)

حسن شفقت:......حضور اقدس ﷺ بچوں، عورتوں اور عاجز وضرورت مند لوگوں پر بے حد شفقت فرماتے۔ ایک صحابیؓ راوی ہیں کہ ایک بار میں ڈھیلے (پتھر) مار مار کر کھجوریں گرا رہا تھا کہ لوگ مجھے پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کھجوروں پر پتھر کیوں مار رہے تھے؟ میں نے کہا کہ کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، دعا دی پھر فرمایا: پتھر اور ڈھیلے نہ مارا کرو، زمین پر جو کھجوریں گری ہوئی ہوں انہیں اٹھا کر کھالیا کرو۔ (ابوداؤد)

زید بن حارثہؓ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ ﷺ حضرت زید کے ننھے بیٹے اسامہ سے بہت پیار کرتے اور اس کی ناک اپنے ہاتھ سے صاف کردیتے۔ آپ فرماتے: ''اسامہ لڑکی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا''۔ (بخاری ومسلم) حضور اقدس ﷺ ہر لڑائی کے موقع پر کفار کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہر جان، اللہ کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔

عیادت وتعزیت:......رسول اکرم ﷺ کی عادت میں شامل تھا کہ کوئی شخص بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے اور کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے اور پسماندگان سے تعزیت کرتے۔ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابتؓ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ انہیں عالم نزع میں دیکھ کر فرمایا: افسوس ابوالربیع! تمھارے معاملے میں ہم اب بے بس ہیں۔ یہ سن کر گھر کی عورتیں چیخنے چلانے لگیں، صحابہؓ نے انہیں رونے سے منع کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی رونے دو البتہ مرنے کے بعد نوحہ نہیں کرنا چاہیے۔ وفات کے بعد عبداللہ بن ثابت کی بیٹی نے عرض کیا کہ میرے ابا شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے خواہش مند تھے اور انہوں نے اس نیت سے جہاد کا سامان بھی تیار کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنی نیت کا ثواب مل گیا۔ (ابوداؤد)

مہمان نوازی:......قریش اور عربوں کی ایک خصوصیت مہمان نوازی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس میں بھی سب سے ممتاز تھے۔ ایک بار ایک غفاری آپ ﷺ کا مہمان بن کر آیا، کاشانہ نبوت میں اس وقت صرف بکری کا دودھ تھا اس کے سوا اور کوئی چیز کھانے یا کھلانے کے لیے نہیں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے وہ دودھ مہمان کو پلا دیا، آپ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ اس رات فاقے سے رہے، اس سے پچھلی رات بھی فاقہ سے گزری تھی۔ بارگاہِ نبوت میں کثرت سے باہر کے مہمان آتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد تو اطراف سے قبائل کے وفود جوق در جوق آنے لگے۔ کچھ مہمان مسجد نبوی میں ٹھہرائے جاتے۔ اس کے علاوہ رملہ نامی ایک صحابیہ اور ام شریک نامی ایک انصاریہ کا گھر بارگاہِ نبوت کا مستقل مہمان خانہ تھا، جہاں باہر سے آئے ہوئے مہمان ٹھہرتے اور ان کی خاطر مدارات کا اعلیٰ انتظام کیا جاتا تھا۔ اسی طرح نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے ان کی خوب مہمان نوازی کی۔

صبر وتحمل:......مکہ میں کفار اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیں لیکن آپ ﷺ نے ہر موقع پر صبر وتحمل سے کام لیا۔ ہر قسم کی سختیوں کو صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ کتب سیر میں بے شمار واقعات موجود ہیں۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے کہنے پر اونٹ کا اوجھ غلاظت سمیت آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دیا جبکہ آپؐ خانہ کعبہ میں خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ نہ آپ نے عقبہ سے کچھ کہا اور نہ ابوجہل سے تعرض کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم تھا، رسول ﷺ نے اس سے کچھ درہم قرض پر لے رکھے تھے۔ یہودی نے قرض کی ادئیگی کا تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں کہ میں تیرا قرض ادا کرسکوں۔ یہودی نے کہا کہ میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب میرا قرض ادا نہیں کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے وہیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ آپ کے چند ساتھی جو وہاں جمع ہوگئے تھے انہوں نے یہودی کو ڈرانے کی کوشش کی، جب حضور اقدس ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے سختی سے منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے منع کر رکھا ہے کہ عہد والے شخص پر یا کسی اور پر ظلم کروں، چنانچہ آپ ﷺ رات بھر وہاں بیٹھے رہے۔ صبح ہوئی تو یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا

کہ میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں نے آپ سے سختی اس وجہ سے کی کہ تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ تورات میں جو آپ کی تعریف اور توصیف بیان ہوئی ہے آپ اس پر پورا اترتے ہیں یا نہیں اور وہ صفت یہ ہے کہ اللہ کا آخری رسول محمد بن عبداللہ ہے، نہ وہ سخت دل ہے اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر بولنے والا ہے اور نہ ہی بے ہودہ گو۔ اب میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ماسوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے آخری رسول ہیں، یہ مال حاضر ہے آپ اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر دیں، وہ یہودی بہت زیادہ مالدار تھا۔

تحفے لینا اور تحفے دینا:......رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کہ آپس میں تحفے دو اور محبت بڑھاؤ، خود رسول ﷺ صحابہ کرامؓ کو کثرت سے تحائف دیا کرتے تھے، اور جو تحائف آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے انہیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے، یمن کے بادشاہ ذی یزن نے ایک قیمتی حلہ، جو چھیاسٹھ اونٹ دے کر خریدا گیا تھا، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بطور گفٹ بھیجا، جواب میں آپ ﷺ نے بھی اسے ایک حلہ تحفے میں دیا جو آپ ﷺ نے بیس اونٹوں کے عوض خریدا تھا۔ (ابوداؤد)

صحابہ کرامؓ اکثر خوردونوش کی اشیاء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر بھیجتے جنہیں آپ ﷺ قبول فرماتے اور خود بھی اپنے دسترخوان کے کھانے صحابہؓ کو ہدیہ فرماتے جسے وہ اپنے لیے باعث فخر و برکت خیال کرتے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس کا صلہ دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

حسن معاملہ:......اچھے اخلاق اور عمدہ کردار کی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ انسان معاملات کے حوالے سے صاف وشفاف ہو، کسی پر ظلم یا زیادتی نہ کرے اور جو وعدہ کرے اسے پورا کر کے دکھائے۔ رسالت ونبوت کے منصب پر مامور ہونے سے پہلے حضرت محمد ﷺ اتنے دیانتدار اور خوش معاملہ تھے کہ اہل مکہ نے آپ کو صادق وامین کا لقب دے رکھا تھا، آپ ﷺ کی جان کے دشمن بھی یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، ایک مرتبہ رسول ﷺ نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض لیں، چند روز بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا اس کا قرض چکا دو، مگر جو کھجوریں اس انصاری صحابی نے قرض خواہ کو دیں، اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میری کھجوریں اس سے زیادہ اچھی تھیں۔ انصاری نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی کھجوریں لینے سے انکار کر رہے ہو، یہ بے ادبی ہے، اس نے جواب دیا کہ میں عدل کی امید رسول اللہ ﷺ سے نہ رکھوں تو کس سے رکھوں۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتا ہے اور اسے اس کی پسند کی کھجوریں دلوائی گئیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

ایک مرتبہ رؤسائے قریش نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی تدابیر سوچنے کے لیے مجلس مشاورت منعقد کی، اس میں ایک معمر مشرک نضر بن حارث نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ محمد تمھارے سامنے بچے سے جوان ہوا، وہ

تم میں زیادہ پسندیدہ اطوار رکھنے والا، قول وفعل کا سچا اور امانت دار تھا، اب اس کے بالوں میں سفیدی آ گئی ہے اور اس نے تمھارے سامنے یہ باتیں پیش کی ہیں تو تم جواب میں کہتے ہو کہ وہ ساحر اور جادوگر ہے، مجنون ہے، شاعر ہے، خدا کی قسم! میں نے محمد (ﷺ) کی باتیں سنی ہیں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو تم کہہ رہے ہو۔ (ابن ہشام)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ مجھے ایک یہودی کا قرض دینا تھا، کھجوروں کی فصل پر قرض دینے کا وعدہ تھا لیکن اس سال میرے نخلستان کی فصل اچھی نہ تھی۔ یہودی نے باغ میں آکر قرض کی ادائی کا مطالبہ کیا تو میں نے اس سے اگلی فصل کی مہلت مانگی مگر وہ ادائی پر اڑا رہا، میں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا معاملہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بہت سمجھایا کہ مہلت دے دے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس پر آپ ﷺ کھجوروں کے جھنڈ میں آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر پھل اتار دو، پھل اتارا گیا تو اتنی کھجوریں اتریں کہ یہودی کا قرض ادا کرنے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں۔ (بخاری)

حسن معیشت:......منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ صغرسنی میں اجرت پر بھیڑ بکریاں چرانے کا کام کیا، ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ تو تبلیغ رسالت کے علاوہ حضور ﷺ مسلمانوں کے رئیس حکومت، قاضی، امیر عساکر اور معلم کی حیثیت سے اپنے اوقات صرف کرنے لگے، لہٰذا حصولِ معاش کی طرف توجہ نہ دے سکنے کے باعث کچھ عرصہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مہمان رہے۔ بیت المال سے جو وقتی چندوں صدقات، زکوٰۃ، خراج اور مال غنیمت کی صورت میں اکٹھا ہوتا اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال پر ایک ذرہ بھی صرف نہیں فرماتے تھے۔ وہ سارے کا سارا مال روز کے روز عام مسلمانوں میں اور مسکین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

۴ھ میں مدینہ کے یہود بنونضیر کی غداری پر جب ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم ہوئیں تو تمام مسلمانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بھی حصہ ملا۔ اس نخلستان کی پیداوار سے جو حصہ آپ ﷺ کو ملتا تھا وہ آپؐ کی ازواج مطہرات میں تقسیم کر دیا جاتا جن سے بسر اوقات کرتی تھیں۔

معاش کی کیفیت یہ ظاہر کرتی ہے کہ حضور ﷺ بس اتنا اور اس قدر اہتمام فرماتے جو آپ کی اور اہل بیت کی اشد ضرورت کے لیے کافی ہو۔ اس سے زیادہ آپ ﷺ نے زیادہ نہ خواہش کی نہ کوشش کی۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ اس قلیل معاش میں سے بھی اکثر انفاق فی سبیل اللہ فرماتے اور اپنی ضروریات سے اس حد تک قطع نظر کر لیتے کہ بسا اوقات فاقوں کی نوبت آ جاتی۔ (بخاری ومسلم)

اللہ ہم سب مسلمانوں کو اپنے پیارے پیغمبر اور آخری نبی جناب محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق دے، اور ہمیں ہر معاملہ میں آپ ﷺ کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆